

اردو زبان کی تدریس

تحریر: نوید سلطانہ
نظر ثانی: ڈاکٹر عیش درانی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
59	تعارف	
60	مقاصد	
61	1- ابتدائی سطح پر اردو کی تدریس کے مقاصد	
61	1.1 الفاظ کا صحیح اور مناسب استعمال	
61	1.2 واضح انداز میں سوچنا	
62	1.3 توجہ سے سننا	
63	1.4 موثر انداز میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرنا	
63	1.5 غور و فکر سے پڑھنا	
64	1.6 لکھنے میں تخلیقی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنا	
64	1.7 لسانی مہارتوں کا بھرپور استعمال	
64	1.8 اچھی اور شستہ اردو کا استحسان کرنا	
65	2- ابتدائی سطح پر اردو کی تدریس کی حدود	
65	2.1 پڑھنا	
68	2.2 عبارت خوانی	
69	2.3 عادات مطالعہ اور خواندگی کی رفتار	
70	2.4 لغت کا استعمال	

71	2.5	لکھنا
75	2.6	بولنا
79	3-	تدریس اردو کے عمومی مقاصد
79	3.1	معاشرتی مقاصد
80	3.2	سیاسی مقاصد
80	3.3	ثقافتی مقاصد
81	3.4	معاشی مقاصد
82	3.5	علمی مقاصد
82	3.6	اہم نکات
83		خود آزمائی
84	4-	جوابات
84	5-	کتابیات

تعارف

زبان سیکھنے کا اصل مقصد اس زبان پر مہارت حاصل کرنا ہے۔ مہارت حاصل کرنے کے لیے مشق اور تکرار کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن مشق و تکرار سے بچے تو ایک طرف بڑے بھی اکتا جاتے ہیں اس لیے مشق اور تکرار میں بچے کی دلچسپی کو قائم رکھنا استاد کا فرض بھی ہے اور پیشہ ورانہ صلاحیت کا اظہار بھی۔ مشق کو دلچسپ سرگرمی کی شکل دی جاسکتی ہے اور اس میں تنوع پیدا کیا جاسکتا ہے۔ ایک ہی چیز کا انداز بدل کر مختلف طریقوں سے اس کی مشق کرائی جاسکتی ہے۔ مشق کے بغیر کوئی مہارت بھی پختہ نہیں ہوتی کوئی شخص موٹر سائیکل چلانے کا طریقہ پڑھ کر موٹر سائیکل چلانے میں مہارت حاصل نہیں کر سکتا۔ اس مقصد کے لیے اسے عملی طور پر بار بار موٹر سائیکل چلانا پڑے گی تب کہیں جا کہ وہ اچھا ڈرائیور بن سکے گا۔ اس طرح کوئی شخص کسی زبان کی کتنی گرائمر کیوں نہ جانتا ہو یا اس زبان کے قواعد کے بارے میں کتنا ہی ماہر کیوں نہ ہو اسے وہ زبان اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک وہ سننے بولنے پڑھنے اور لکھنے کی بار بار مشق نہ کرے۔

چنانچہ زبان سکھانے کا اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ طالب علم سننے بولنے پڑھنے اور لکھنے میں مہارت حاصل کر سکے۔ یہ چاروں لسانی مہارتیں ہی تدریسی زبان کے اہم بنیادی ارکان میں شمار ہوتی ہیں اور ان میں ہر رکن اپنی جگہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ہمارے ہاں بیشتر وقت پڑھنے لکھنے اور سیکھنے پر صرف کیا جاتا ہے حالانکہ تدریسی زبان کا آغاز سننے اور بولنے سے ہونا چاہیے۔ بچہ اپنی مادری زبان ارد گرد کے ماحول سے سیکھتا ہے۔ وہ پہلے اپنے آس پاس کے لوگوں کو گفتگو کرتے ہوئے سنتا ہے پھر وہ ان کی نقل کر کے بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ زبان سیکھنے کا پہلا مرحلہ ہے۔ پڑھنے اور لکھنے کی باری بعد میں آتی ہے۔

اردو زبان کی اہمیت و ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی تدریس کے مقاصد کا تعین کرنا کچھ دشوار نہیں معلوم ہوتا۔ لہذا ضروری ہے کہ ابتدائی مدارس کے بچوں کو ایسی لسانی مہارتیں بہم پہنچائی جائیں کہ وہ اپنا مافی الضمیر موثر انداز میں صحت و روانی کے ساتھ ادا کر سکیں۔ وہ دوسروں کے مفہوم کو سمجھ سکیں اور اپنی بات انہیں سمجھا سکیں۔ وہ اچھی کتابوں سے لطف اندوز ہوں اور تحریر و تقریر میں اپنی لسانی تخلیقی قوتوں کا مظاہرہ کر سکیں۔ بالفاظ دیگر پرائمری مدارس میں اردو کی تعلیم و تدریس اس طرح کی ہونی چاہیے کہ بچوں کو اچھی طرح بولنا، سننا، پڑھنا اور سوچنا سمجھنا آجائے۔ وہ مدرسے میں سیکھی ہوئی مہارتوں کو گھر، یو اور معاشی زندگی میں باسانی استعمال کر سکیں اور اپنا اظہار و مدعا بحسن و خوبی ادا کر سکیں۔

مقاصد

- اس یونٹ کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- 1 ابتدائی سطح پر تدریس اردو کے مقاصد کا جائزہ لے سکیں۔
 - 2 ابتدائی سطح پر اردو کی تدریس کی حدود یعنی پڑھنے، لکھنے اور بولنے کی اہمیت کی پھر پور وضاحت کر سکیں۔
 - 3 تدریس اردو کے عمومی مقاصد یعنی معلوماتی، کرداری اور مہارتی مقاصد سے استفادہ کر سکیں۔

1۔ ابتدائی سطح پر اردو کی تدریس کے مقاصد

پرائمری سطح پر اردو کی تعلیم و تدریس اس مثبت انداز میں ہونی چاہیے کہ اس سطح کے بچے بولنے، سننے، پڑھنے اور سوچنے سمجھنے کی بھرپور اہلیت اور مہارت حاصل کر سکیں تاکہ وہ اپنی روزمرہ زندگی میں ان بنیادی مہارتوں سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں چنانچہ ذیل میں تدریس اردو کے مقاصد کا علیحدہ علیحدہ اعادہ پیش کیا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں پرائمری مدارس میں اردو کی تدریس کے بعد بچے اس قابل ہو جائیں کہ وہ۔

- 1۔ الفاظ کا صحیح استعمال کر سکیں۔
- 2۔ واضح انداز میں سوچ سکیں۔
- 3۔ غور اور توجہ سے سن سکیں۔
- 4۔ موثر انداز میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار کر سکیں۔
- 5۔ غور و فکر سے پڑھیں۔
- 6۔ لکھنے میں تخلیقی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر سکیں۔
- 7۔ لسانی مہارتوں کو پوری قوت اور سہولت سے کام میں لائیں۔
- 8۔ اچھی اور شستہ اردو کا استحسان کر سکیں۔

1.1 الفاظ کا صحیح اور مناسب استعمال

زبان الفاظ سے بنتی ہے۔ صحیح زبان سکھانے نیز زبان پر قدرت دلانے کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کے الفاظ کا ذخیرہ بڑھایا جائے۔ انہیں نئے الفاظ کا درست تلفظ اور معنی ذہن نشین کرانے چاہئیں اور ان الفاظ کو جملوں اور عبارتوں میں درست طریقوں سے استعمال کرنا سکھایا جائے۔ نئے نئے تجربات کی مدد سے بچوں کے تجسس کی قوت بڑھتی ہے ان کے تخیل میں جولانی پیدا ہوتی ہے ان کے ذخیرہ الفاظ میں وسعت اور خیالات میں ترتیب آتی ہے۔ لہذا مختلف ذرائع سے الفاظ کا تصور اور مفہوم بچوں کو ذہن نشین کروانا چاہیے۔

1.2 واضح انداز میں سوچنا

سوچنے کا تعلق موثر انداز میں مافی الضمیر کا اظہار کرنے سے ہے۔ وہ اظہار زبانی بھی ہو سکتا ہے اور تحریری

بھی۔ سوچنے سے بے ربط خیالات ترتیب سے اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ بے ربط خیالات سے نہ انسان عام فہم زبان میں گفتگو کر سکتا ہے اور نہ روانی سے لکھ سکتا ہے۔ مدرسہ میں واضح انداز میں سوچنے اور سمجھنے کی ترتیب کے بہت سے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ غور و فکر کا کام لکھنے میں ہوتا ہے۔ مثلاً الفاظ کے درمیان کی خالی جگہ کو پر کرنا، الفاظ کی مدد سے جملے بنانا، ادھورے جملوں کو مکمل کرنا، الفاظ سازی کی مشق کرنا، پہیلی بوجھنا وغیرہ یا تعلیمی کھیلوں میں بلاکس (کڑی کے ٹکڑوں) کی مدد سے کوئی معہ حل کرنا یا کوئی جانور بنانا یہ تمام ایسی حالتیں ہیں جن میں بچوں کو غور و فکر سے کام لینا پڑتا ہے۔ واضح طور پر سوچنے کی عادت پختہ کرنے کے لیے تحریری و تقریری انشاء کو بہت دخل ہے کیونکہ بولنے اور لکھنے سے پہلے بچوں کو سوچنا پڑتا ہے کہ کیا کہیں یا کس طرح کہیں۔ سوچنا تخلیقی کاموں کا محرک ہے۔ سوچنے ہی سے بچوں میں قوت اختراع اور جدت طرازی پیدا ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ تخلیقی انشاء میں حصہ لینے لگتے ہیں لہذا بچوں کو ابتدائی سوچنے اور سمجھنے کا عادی بنانا چاہیے۔

1.3 توجہ سے سننا

تجربہ شاہد ہے کہ بعض جماعتوں میں بہت شور ہوتا ہے اور استاد کو بار بار بچوں کو خاموش رہنے کی تاکید کرنی پڑتی ہے۔ بعض جماعتوں میں بچے خاموش تو نظر آتے ہیں مگر کلاس میں زندگی نہیں پائی جاتی۔ یہ بچے استاد کے خوف سے اور سزا کے ڈر سے چپ تو بیٹھ جاتے ہیں مگر ان کا دھیان سبق میں نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس بعض کلاسوں میں فضا شکفتہ نظر آتی ہے۔ استاد پڑھتا ہے یا تفہیمی سوالات کرتا ہے تو پوری جماعت توجہ اور غور سے سننے میں مصروف ہو جاتی ہے اور سمجھ و فہم سے جواب دینے کی کوشش کرتی ہے۔ اس خاموشی اور سکون میں استاد کی قابلیت اور اس کی شخصیت کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ سننے اور بچوں کی توجہ برقرار رکھنے کے لیے مندرجہ ذیل باتیں مفید ثابت ہوتی ہیں۔

- 1- تفہیمی سوالات معلوم سے نامعلوم کے اصول کو مد نظر رکھ کر کیے جائیں تو بچے بہت غور سے انہیں سنتے ہیں اور صحیح جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔
- 2- المانویسی کے ذریعہ بھی بچوں کو غور سے سننے کی عادت ڈالی جائے۔ بچوں سے کہہ دیا جائے کہ وہ المانویسی کی عبارت کے ہر جملے کو پہلے غور سے سنیں پھر لکھیں۔
- 3- تعلیمی کھیل یا مدرسہ کی دوسری فعالیتیں مثلاً مکالمہ، مباحثہ یا کوئی موثر تقریر بھی بچوں کا دل موہ لیتی ہے اور وہ غور سے سنتے ہیں۔

- 4- معلم کی موثر بلند خوانی، یا نظم خوانی جاذب توجہ ہوتی ہے۔
- 5- بچوں کو جس چیز سے دلچسپی ہوتی ہے اسے وہ غور سے سنتے ہیں لہذا معلم کا فرض ہے کہ وہ تدریس کو اتنا موثر بنائے کہ بچے غور اور توجہ سے سننے کے عادی ہو جائیں۔

1.4 موثر انداز میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرنا

انسان اپنے خیالات کا اظہار بذریعہ تحریر بھی کر سکتا ہے اور بذریعہ تقریر بھی۔ مگر یہ اس وقت ممکن ہے جب اسے زبان پر قدرت ہو۔ لہذا مدرسوں میں بچوں کو زبان دانی کی مختلف شکلوں کی ضرورت ہے۔ یہ سب سے ضروری لسانی مہارت ہے۔ بعض بچوں کے پاس خیالات کافی اور ذخیرہ الفاظ معقول ہوتا ہے مگر پھر بھی وہ اظہار مدعا نہیں کر سکتے۔ ایسے بچوں پر انفرادی توجہ کی ضرورت ہے ان میں خود اعتمادی پیدا کی جائے تاکہ ان کی جھجک دور ہو جائے ورنہ یہ جھجک بڑے ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہے اور انسان میں احساس کمتری پیدا کرتی ہے اس لئے انفرادی مشقوں سے پہلے بچوں کو گروہی نظم خوانی میں مشغول رکھا جائے۔ مدرسہ کی تقاریر یا داستان گوئی کی محفل کے ذریعہ بچوں کو بولنے کی مشق کرائی جائے۔ اگر انہیں موثر انداز میں بولنا آ گیا تو وہ اچھا لکھ بھی سکیں گے۔

گفتگو کرنے میں زبان کا اتار چڑھاؤ، تلفظ، رموز اوقاف اور محاوروں کی صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ استاد کی محنت اور بچوں کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے ان کو موثر انداز میں اپنے مافی الضمیر کے اظہار کی مشق ہوتی ہے۔

1.5 غور و فکر سے پڑھنا

بچوں کی قرأت پر اگر توجہ دی جائے تو اندازہ ہوگا کہ بہت سے بچے تیزی سے پڑھتے ہیں لیکن بہت سے لفظ چھوڑ دیتے ہیں۔ بہت سے بچے بغیر سوچے سمجھے پڑھ لیتے ہیں بچے خواہ بلند آواز سے پڑھیں یا خاموش مطالعہ کریں۔ پڑھائی اس طرح ہو کہ وہ جو کچھ پڑھیں غور و فکر سے پڑھیں۔ اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس کے لیے سب سے بڑا محرک درسی کتاب ہے۔ معلم جب بچوں کی مدد سے تختہ سیاہ پر سبق کا خلاصہ لکھتا ہے یا بچوں سے چند اشعار کی تشریح کرنے کو کہتا ہے تو وہ غور و فکر سے پڑھنے میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ بچپن کی عادت پختہ ہوتی ہے اگر بچوں کو غور و فکر سے پڑھنے کی عادت پڑ گئی تو اسے وہ آئندہ زندگی میں بھی جاری رکھ سکیں گے۔

1.6 لکھنے میں تخلیقی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنا

بچوں میں بہت سی جبلتیں تغیر اور اصلاح پذیر ہوتی ہیں بہت سی صلاحیتیں موقع نہ ملنے پر ضائع ہو جاتی ہیں۔ تخلیقی صلاحیت ہر بچے میں ہوتی ہے۔ لکھنے میں تخلیقی صلاحیتوں کے مظاہرے کا سب سے بڑا محرک انشا پر دازی ہے۔ مدرسہ میں پہلے بچوں کو روانی سے لکھنا سکھانے کی مشق کرائی جائے۔ شروع میں بچے چھوٹے چھوٹے سوالوں کے جواب لکھیں۔ یہ سوال ان کی جانی پہچانی چیزوں کے بارے میں ہوں۔ پھر استاد انہیں کوئی کہانی سنا کر کہے کہ اس کہانی کو اب اپنے الفاظ میں لکھیں۔

کسی نئی اور دلچسپ کہانی کو ادھورا چھوڑ کر اسے بچوں سے ان کی تحریر میں مکمل کرانا بچوں کا پہلا تخلیقی کارنامہ ہوگا۔ پھر بچے طبع زاد کہانیاں یا مضمون لکھ سکتے ہیں۔ مدرسہ کی اور تدریس اردو کے معلم کی یہ بڑی خوبی ہوگی کہ وہ بچوں کی لکھنے کی تخلیقی صلاحیتوں کو مختلف محرکات سے ابھارے تاکہ بچے لکھنے میں اپنے ہی خیالات کی ترجمانی کریں۔

1.7 لسانی مہارتوں کا بھرپور استعمال

تدریس اردو کا سب سے بڑا مقصد اس کی افادیت ہے۔ بچے جب روانی سے بولنا، پڑھنا، لکھنا اور سوچنا سمجھنا سیکھ جاتے ہیں تو انہیں خطوط، رسیدیں، دعوت نامے اور درخواستیں وغیرہ لکھنا آ جاتے ہیں۔ یہ مشقیں چھوٹے چھوٹے منصوبوں کے تحت خوش اسلوبی سے انجام پاتی ہیں مثلاً ڈاک خانہ کے منصوبوں کے تحت مراسلہ نگاری تمام اقدام کھیل ہی کھیل میں انجام پاسکتے ہیں۔ اسی طرح گائے یا بکری کی فرضی فروخت کا ذریعہ بچوں کو پروانہ راہداری لکھنا یا گائے فروخت کرنے کی رسید لکھنا آ جاتا ہے۔ محفل میلاد اور یوم قرآن جیسے منصوبے بچوں کے لیے لسانی مہارتوں کو پوری قوت اور سہولت سے کام میں لانے کا پس منظر پیش کرتے ہیں۔

لاہری کی کتابیں پڑھ کر، بزم ادب کے جلسوں میں شرکت کر کے مدرسہ کے ادبی پروگراموں میں حصہ لے کر، تحریری مقابلوں کے لیے مضمون لکھ کر اور تعلیم بالغاں کی اشاعت میں اپنی بساط کے مطابق مدد کرنے سے لسانی مہارتوں کو سہولت سے کام میں لانے کی مشق ہوتی ہے۔

1.8 اچھی اور شستہ اردو کا استحسان کرنا

ابتدائی مدارس میں تعلیم کا مقصد محض معلومات ہی فراہم کرنا نہیں بلکہ بچوں میں ادبی ذوق و شوق بھی پیدا کرنا

ہے تاکہ وہ اس سے پوری طرح لطف اندوز ہو سکیں۔ اچھی اور شستہ اردو کے امتحان کے لیے معلم کی موثر نظم خوانی بہترین محرک ہے۔ اس کا وقار اس کی شخصیت، اس کا انداز بیان اور زبان کا اتار چڑھاؤ کلاس میں ایک شعری کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ بچے خاموش و ساکت بیٹھ جاتے ہیں اور ایک عجیب سا کیف محسوس کرتے ہیں حتیٰ کہ پہلی اور دوسری جماعت کے بچوں تک کو نظم کا ترنم اور اس کی لے بھاتی ہے انہیں الفاظ کی تکرار ہی میں لطف آتا ہے۔

ادبی امتحان پیدا کرنے کے لیے معلم کو بچوں کے ادب سے واقفیت ہونی چاہیے اس کے ساتھ ساتھ مدرسہ و جماعت واری کتب خانوں میں بچوں کی عمر، ان کے شوق اور ان کی صلاحیتوں کے مطابق کتابیں موجود ہونا چاہئیں تاکہ بچے سلیس یا محاورہ و معیاری زبان کو سمجھ کر اس کی خوبیوں سے محظوظ ہوں ان کی لطف اندوزی دوسرے الفاظ میں اچھی اردو کا امتحان کہلائے گی۔

2۔ ابتدائی سطح پر اردو کی تدریس کی حدود

تدریس اردو کے خاص جزوی مقاصد زبان کی جزئیات، منازل تدریس اور درجات تدریس کے مطابق متعین ہوتے ہیں۔ چنانچہ ابتدائی سطح پر تدریس اردو درج ذیل حدود تک متعین ہوتی ہے۔

2.1 پڑھنا

جب ہم پڑھتے ہیں تو الفاظ کے نقش آکھ کے پردہ بصارت پر اثر کرتے ہیں۔ پھر اس پردے سے اعصاب کے دماغ کے مقام باصرہ میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اس تحریک سے الفاظ کی شکلوں اور معانی میں باہم لگاؤ پیدا ہوتا ہے۔ اس لگاؤ کی وجہ سے پیغام مرکز بصارت سے مرکز گفتار تک پہنچتے ہیں جس سے نطق، زبان اور لب سے تعلق رکھنے والے اعضا کو حرکت ہوتی ہے اور الفاظ یا فقرے بلند یا خاموش صورت میں پیدا ہو جاتے ہیں یہ سارا کام اس قدر تیزی سے ہوتا ہے کہ لفظ پر نگاہ کا پڑنا اور اس کا منہ سے بولا جانا دونوں عمل ساتھ ساتھ ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جب بچہ پہلے پہل سیکھنے لگتا ہے اور کوئی نیا لفظ اس کے سامنے آ جاتا ہے جس سے وہ آشنا نہیں ہوتا تو مرکز بصارت اور مرکز گفتار میں تعلق پیدا نہیں ہوتا۔ جب استاد وہ لفظ پڑھتا ہے تو آواز بچے کے کان میں جاتی ہے اور دماغ کے مرکز بصارت اور مرکز سماعت میں تعلق پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ پھر اسی لفظ پر دوبارہ

نظر ڈالتا ہے تو اس لفظ کی آواز بھی دماغ میں محسوس کرتا ہے، خواہ اس کا مطلب وہ سمجھا ہو یا نہ سمجھا ہو۔
 پڑھنے پر سطر پر سے گزرتے وقت آنکھ تیزی سے حرکت کرتی ہے۔ یہ حرکت مسلسل نہیں ہوتی بلکہ آنکھ کو
 درمیان میں کہیں کہیں ٹھہرنا پڑتا ہے۔ اس وقفے کی مقدار ایک تو مضمون کے آسان یا مشکل ہونے پر منحصر ہے
 دوسرے الفاظ کی شناخت کی قوت پر۔ اس لیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مطالعے میں صرف آنکھ کا استعمال
 کیا جائے چونکہ بچہ پہلے پہل سننے اور بولنے کے ذریعے زبان سمجھنے لگتا ہے اس لیے شروع شروع میں بلند آواز سے
 پڑھنے کی مشق کرانا ضروری ہے۔

2.1.1 پڑھنے کی اہمیت

تدریس زبان کو دور جدید کے تقاضوں کے مطابق پڑھنا بھی بہت اہم ہے۔ ہمارے سکولوں میں عام طور پر
 تعلیم کا آغاز پڑھانے سے ہوتا ہے۔ زبان سکھانے کا یہ طریقہ زیادہ صحیح اور مفید نہ ہونے کے ساتھ طلبہ کے حق میں
 ہے۔ ہمارے تجربے اور روزمرہ مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ اگر بچے کو سننے اور بولنے کی تربیت پہلے دی جائے تو
 وہ پڑھنا بھی جلدی اور آسانی سے سیکھ جاتا ہے۔

پڑھنا ایک اہم لسانی مہارت ہے۔ جو شخص زبان سمجھنے اور بولنے کی صلاحیت تو رکھتا ہے لیکن پڑھنے کی
 صلاحیت سے محروم ہو تو اس زبان میں وہ ان پڑھی کہلائے گا۔ لکھنا سیکھنا اس وقت تک ممکن نہیں ہوتا جب تک پڑھنا
 نہ آتا ہو۔ پڑھنا سیکھ کر بچہ علم کے میدان میں پہلا قدم رکھتا ہے اور اس میں مہارت کے بغیر علم کا حصول ممکن نہیں۔
 تدریس زبان میں پڑھنے اور سیکھنے کا مقام تعلیم میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

دور حاضر میں پڑھنے کی اہمیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ ہر ذمہ دار شخص کو اپنی روزمرہ زندگی میں بہت
 کچھ پڑھنا پڑتا ہے۔ عالمی حالات سے اپنے آپ کو باخبر رکھنے کے لیے وہ اخبار پڑھتا ہے۔ فراغت کے اوقات بسر
 کرنے کے لیے رسائل و کتب کا مطالعہ کرتا ہے۔ لطف و لذت کے لئے بھی مطالعہ کرتا ہے اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں
 کے اظہار کے لیے بھی وہ ضروری چیزیں پڑھتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں تو لوگوں کی زندگی کا ایک بڑا حصہ مطالعے
 میں صرف ہوتا ہے۔ جن بچوں کو آپ آج پڑھا رہے ہیں انہیں تو مستقبل میں پڑھنے کی اور بھی زیادہ ضرورت ہوگی
 کیونکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حالات و واقعات بدلتے جائیں گے۔ پڑھنے کی اس تعلیمی اور معاشرتی اہمیت
 کے پیش نظر ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو ابھی سے مستقبل کے لیے تیار کریں اور انہیں پڑھنا سکھانے کے لیے موثر

اور دلچسپ طریقے استعمال کریں اور کوشش کریں کہ وہ کسی بھی مدد کے بغیر اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی مدد آپ کے تحت خود پڑھیں اور اس مشق کو مسلسل جاری رکھیں۔

2.1.2 پڑھنا سکھانا

پڑھنے کے عمل میں مندرجہ ذیل نکات قابل غور ہیں۔

(i) بچہ سب سے پہلے حرف کی شکل کی شناخت کرتا ہے۔

(ii) پھر اس حرف کی آواز نکالتا ہے۔

(iii) ان آوازوں سے وہ لفظ بناتا ہے۔

(iv) لفظ کے معنوں پر غور کر کے وہ اسے سوچنے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

کسی بچے کی ذہانت اگر کم اور بینائی درست ہو تو وہ لفظ بآسانی دیکھ لے گا لیکن اس کا سمجھنا اس کے لیے مشکل ہوگا۔ اس لیے جب تک سمجھنے اور سوچنے کی صلاحیت حاصل نہ کی جائے اس وقت تک پڑھنے کی افادیت بے کار ہے۔ اس طرح بینائی کی کمی بھی پڑھنے کے عمل کو مشکل بنا دیتی ہے۔ چونکہ پڑھنے میں استاد کی مدد بھی شامل ہوتی ہے اور طالب علم استاد کی ہدایات کو سنتا اور پھر پڑھتا ہے اس لئے طالب علم کے سننے، دیکھنے اور بولنے کی قوتوں کا درست ہونا بہت ضروری ہے۔ ان میں سے ایک بھی عنصر ناقص ہو تو بچہ پڑھنے میں ترقی نہیں کر سکتا۔ استاد کو سب سے پہلے اپنے طلبہ میں کان، آنکھ اور زبان کی صحت و سلامتی پر توجہ دینی چاہیے۔

پڑھنے کے لیے بچے کی ایک مخصوص عمر ہوتی ہے جس کے لیے جسمانی و نفسیاتی نشوونما کا صحت مند ہونا بھی ضروری ہے۔ پانچ چھ سال کی عمر میں بچہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اسے پڑھنا شروع کرایا جائے۔ پڑھنے کے لیے جو شرائط ضروری ہیں وہ خود بخود اس میں پیدا ہو جاتی ہیں جیسے۔

(i) وہ کچھ وقت کے لیے خاموش بیٹھ کر استاد کی باتیں سن سکتا ہے اور حروف پر توجہ دے سکتا ہے۔

(ii) ملتی جلتی شکلوں میں تمیز کر سکتا ہے مثلاً ب پ ت یا د ذ وغیرہ۔

(iii) استاد کی مدد سے صحیح تلفظ ادا کر سکتا ہے۔

(iv) پڑھنے کے لیے آنکھوں کو صحیح سمت میں حرکت دے سکتا ہے۔

(v) حروف و کلمات کی شکلوں کو ذہن میں بٹھا سکتا ہے۔

(vi) تصویروں اور لفظوں کے ذریعے کبھی ہوئی بات اسے سمجھائی جاسکتی ہے۔

(vii) کسی حد تک لفظوں کے معانی بھی سمجھ سکتا ہے۔

تمام بچے مہارتیں یکساں رفتار سے نہیں سیکھتے۔ پڑھنے کی بھی یہی کیفیت ہے۔ بعض بچے الفاظ دیر سے سیکھتے ہیں۔ بعض کے پڑھنے میں روانی بڑی دیر سے آتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ استاد تدریس کا پروگرام مرتب کرتے وقت بچوں کی ان مجبوریوں اور خصوصیات کو مد نظر رکھے۔ ان کے گروپ بنادیے جائیں جن میں ہوشیار اور کمزور طلبہ شامل ہوں۔ اس طرح بچوں میں ایک دوسرے کی مدد کا جذبہ پیدا ہوگا۔ مختلف گروپوں میں صحت مند مقابلے کا رجحان پیدا ہونے سے طلبہ کی ترقی پر اس کا اچھا اثر پڑے گا۔ یہ طریقہ ہر مضمون اور مہارت کی تعلیم کے لیے مفید ہے۔ پڑھنا سکھانے میں بھی اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

پہلے بچہ لفظ کی شکل کو دیکھتا ہے اس کو پہچانتا ہے اور اس کا تلفظ کرتا ہے پھر اس کے مفہوم پر غور کرتا ہے۔ پڑھنے کے عمل میں یہ تینوں پہلو خصوصی اہمیت رکھتے ہیں پڑھنا سکھاتے وقت استاد کی توجہ ان تینوں پہلوؤں پر رہنی چاہیے ورنہ پڑھانے کی تربیت ناقص رہے گی۔ اسی طرح پڑھانے کے وہ طریقے جو کسی ایک پہلو پر زیادہ زور دیتے ہیں اور دوسروں کو نظر انداز کرتے ہیں وہ بھی ناقص ہیں۔ وسیلہ تدریس اگر صرف قاعدہ یا درسی کتاب ہوگی تو اس سے بعض طلبہ کو اکتاہٹ محسوس ہونے لگتی ہے اور وہ پڑھنے سے بد دل ہو جاتے ہیں۔ اس اکتاہٹ کو دور کرنے کے لیے تدریس میں تنوع پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ قاعدے اور درسی کتاب کے علاوہ دیگر وسائل (مثلاً چارٹ اخبار و رسائل) سے بھی استفادہ کیا جانا چاہیے۔

2.2 عبارت خوانی

حروف تہجی کی مکمل تدریس اور شناخت کے بعد عبارت خوانی اور مطالعے کا مرحلہ آتا ہے۔ عبارت خوانی کا جو نمونہ استاد بچوں کے سامنے پیش کرے گا وہ اس کی پیروی کریں گے اس لیے استاد کو چاہیے کہ وہ نمونہ قرأت دیتے وقت خوش خوانی کی جملہ خصوصیات اور اوصاف کا لحاظ رکھے۔

2.2.1 خوش خوانی کے درج ذیل جملہ اوصاف کا خیال کرنا اشد ضروری ہے۔

(i) صحیح تلفظ: الفاظ کو صحیح اعراب سے پڑھنا اور حروف کی آواز ادا کرتے وقت ان کے مخارج کا

- (ii) تفصیل: الفاظ کو وقفے دے کر اس طرح ادا کرنا کہ ان کے ارکان واضح ہو جائیں اور سمجھنے میں آسانی ہو۔
- (iii) روانی: الفاظ کے مسلسل پڑھنے میں کسی قسم کی جھجک یا رکاوٹ کا احساس نہ ہو۔
- (iv) آواز کا اتار چڑھاؤ: عبارت خوانی میں مطالب کی وضاحت کے لیے الفاظ کی آوازوں میں مناسب اتار چڑھاؤ کا خیال رکھنا۔
- (v) وقفے دینا: عبارت کے الفاظ میں معانی کے لحاظ سے مناسب وقفوں کا خیال رکھنا۔
- (vi) تاکید: مفہوم کے مطابق مناسب الفاظ پر زور دیا جائے۔
- (vii) وضاحت مفہوم: مہارت کو اس طرح پڑھنا کہ مصنف کا مفہوم واضح ہو جائے۔ استاد نمونہ قرات دے کر طلبہ سے پڑھوائے اور انہیں مندرجہ بالا اوصاف کی مسلسل اور باقاعدہ مشق کرائے۔

2.2.2 بلند خوانی

بلند خوانی میں عبارت کو با آواز بلند پڑھا جاتا ہے۔ اس کا مقصد طلبہ کی جھجک کو دور کرنا ہوتا ہے استاد کو ان کے تلفظ اور لہجے کی اصلاح کا موقع ملتا ہے لیکن بلند خوانی کی وجہ سے پڑھنے اور خاص طور پر سمجھنے کی رفتار کم ہو جاتی ہے اس لیے تیسری جماعت میں اس کی مشق کم کر دی گئی چاہیے۔ سوالات پوچھ کر اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بچے اس سبق کو کس حد تک سمجھتے ہیں۔ خاموش مطالعے سے پڑھنے اور سمجھنے کی رفتار میں اضافہ ہوتا ہے۔ پڑھنا سکھانے میں اس بات کی طرف توجہ بہت ضروری ہے۔

2.3 عادات مطالعہ اور خواندگی کی رفتار

تدریسی طریقے میں عادات مطالعہ اور خواندگی کی رفتار کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ مندرجہ ذیل چیزیں پڑھنے اور سمجھنے کی رفتار کو کم کر دیتی ہیں۔

- (i) بلند آواز کے ساتھ پڑھنا۔
- (ii) پڑھتے وقت لب ہلانا، سر ہلانا یا اشارے کرنا۔

- (iii) انگلی کو سطر کے ساتھ ساتھ حرکت دینا۔
- (iv) ہل ہل کر یا جھولے کھاتے ہوئے پڑھنا۔
- (v) آنکھوں کو عبارت کے ساتھ ساتھ ٹھیک حرکت نہ دینا یا لیٹ کر پڑھنا۔
- (vi) زیر مطالعہ عبارت میں نئے اور مشکل الفاظ ہونا جو شناسا نہ ہوں۔
- (vii) عبارت کا مشکل یا مبہم ہونا۔
- (viii) کسی الجھن یا پریشانی میں مبتلا ہونا۔
- (ix) استاد کا خوف ذہن پر سوار ہونا۔
- (x) استاد کے پڑھانے کا انداز بہتر نہ ہونا۔

استاد اپنی نگرانی میں مطالعہ کرائے تو طلبہ کو آواز کے ساتھ پڑھنے، لب ہلانے، سطر کے ساتھ انگلی کو حرکت دینے اور ہل ہل کر پڑھنے سے روک سکتا ہے۔ پڑھنے میں آنکھ کا استعمال بذات خود ایک وسیع موضوع ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ کتاب اور طالب علم کی آنکھوں کے درمیان کم از کم ایک فٹ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔ پھر کتاب پر روشنی ٹھیک رخ (بائیں طرف) سے پڑ رہی ہو تاکہ آنکھیں لفظوں کے ساتھ دائیں سے بائیں اور سطروں کے اوپر سے نیچے مناسب رفتار سے حرکت کر سکیں۔ اس طرح استاد طلبہ کو بتائے کہ لیٹ کر پڑھنا نہ صرف آنکھوں کے لیے نقصان دہ ہے بلکہ مطالعے کی رفتار بھی سست پڑ جاتی ہے۔ اس لیے ہمیشہ بیٹھ کر پڑھنا چاہیے۔ مطالعے کی رفتار میں حائل آخری دو اسباب کا علاج خود استاد کے پاس موجود ہے اور وہ اس مقصد کے لیے آسان عبارت کا انتخاب کر سکتا ہے۔

2.4 لغت کا استعمال

طلبہ کو کم از کم چوتھی یا پانچویں جماعت سے لغت کا استعمال بھی سکھایا جائے۔ سبق میں جو مشکل الفاظ آئیں طلبہ سے کہا جائے کہ وہ ان کے معنی لغت میں تلاش کریں۔ لغت میں ایک لفظ کے کئی معنی دیئے ہوتے ہیں۔ استاد طلبہ کو یہ بھی ذہن نشین کرائے کہ سبق میں آنے والے لفظ کے وہاں کیا معنی ہیں۔ لغت میں الفاظ کا تلفظ بھی ہوتا ہے۔ اس سطح پر طلبہ کے لیے لغت سے تلفظ سیکھنا تو مشکل ہوگا۔ اس لیے استاد اس سلسلے میں بچوں کی مناسب رہنمائی کرے اور لغت کی کتاب جماعت میں لا کر بچوں کو نہ صرف دکھائے بلکہ لفظ تلاش کرنے، تلفظ کیلئے اعراب کو پہچاننے اور ان کے معانی دیکھنے کی اچھی طرح سے مشق کرائے۔ تلفظ کے لئے اعراب کے صحیح استعمال کی مشق سے اعراب کے مطابق آواز ادا

کرنے کی مہارت بہت ضروری ہے جو استاد سے سیکھے بغیر نہیں آ سکتی۔

لغت کا استعمال بھی پڑھنے کی ایک ذیلی مہارت ہے۔ اس مہارت کے ذریعے طالب علم کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ وہ بہت زیادہ مواد میں سے صرف اپنے مطلب کی چیز ڈھونڈ نکالے۔ لغت کے ایک صفحے پر کئی لفظ ہوتے ہیں۔ طالب علم ان میں سے اپنے مطلب کا لفظ اور اس کے معنی دیکھتا ہے۔ اس سے جو مہارت طالب علم کو حاصل ہوتی ہے وہ اردو ٹیلی فون ڈائریکٹری، ریلوے ٹائم ٹیبل اور اس قسم کی دوسری چیزوں سے بھی استفادہ کرنے کے کام آتی ہے۔

2.5 لکھنا

پڑھنا سکھانے کے ساتھ ساتھ لکھنا بھی سکھانا چاہیے اور اس مقصد کے لیے مدرس کو موزوں موقع خود ہی تلاش کر لینا چاہیے۔ شروع شروع میں بچے انگلیوں سے ریت پر یا مٹی پر لکھیں۔ مدرس کو چاہیے کہ وہ بچوں کو سامنے بٹھا کر تختہ تحریر یا چاک بورڈ پر نمونہ دے اور بچے انگلیوں سے زمین پر اس کی تقلید کریں۔ جب وہ اس طرح کچھ لکھنے لگیں تو چاک سے تختہ سیاہ پر لکھنے کی مشق کرائی جائے پھر تختوں پر لکھوانا شروع کر دیا جائے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بچوں کو سلیٹیوں یا پنسل سے کاپیوں پر لکھنے کی مشق کرانی چاہیے تاکہ بچے قلم اور سیاہی سے اپنے ہاتھ اور کپڑے خراب نہ کریں۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہیں کہ خوش نویسی ایک نعت ہے جہاں اور خوبیاں کسی خواندہ شخص کی ترقی میں مددگار ثابت ہوتی ہیں وہاں خوش نویسی بھی اس کامیابی میں بڑی معاون ہوتی ہے۔

2.5.1 لکھنے کی اہمیت

تدریس اردو میں لکھنے کی اہمیت کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ وہ مرحلہ ہے جس کے بغیر دیگر لوازمات پورے نہیں ہو سکتے۔ ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ بچے کو لکھنے کی طرف راغب کیا جائے تاکہ وہ اپنی سوچ، جذبہ اور اپنی صلاحیتوں کا اظہار لکھنے کے ذریعے کر سکیں۔ کیونکہ جب تک طلبہ لکھ نہیں سکیں گے اس وقت تک ان کی صلاحیتوں کا اظہار مشکل ہے۔

لکھنا ایک اہم لسانی مہارت ہے جس کے سیکھے بغیر تعلیم نامکمل رہتی ہے۔ روزمرہ زندگی میں لکھنے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ لکھنا سکھانے کا مقصد یہ ہے کہ محترم مناسب رفتار سے اس طرح لکھنے کے قابل ہو جائے کہ اس کا لکھا ہوا پڑھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

2.5.2 لکھنا سکھانے کے مختلف مرحلے

لکھنا سکھانے کے مختلف مرحلے مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) ابتدائی مرحلہ

(ب) ابجد نویسی

(ج) لفظ نویسی

(د) جملہ نویسی

(ر) نقل نویسی

(الف) ابتدائی مرحلہ

زبان کی مہارتوں میں سب سے زیادہ مشکل کام لکھنا ہے۔ انسانی ذہن اور جسم لکھنے میں جتنا مصروف عمل ہوتا ہے اتنا دوسری مہارتوں میں نہیں ہوتا۔ لکھنے میں تو آنکھ، ذہن، بازو، گھٹنے، ہاتھ اور انگلیاں سبھی شریک ہوتے ہیں۔ ابتدا میں جب بچہ کوئی حرف لکھتا ہے تو اس کے ساتھ اس کا سارا وجود حرکت کرتا ہے۔ اس لیے لکھائی کی تیاری کا مرحلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اقدامات مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

بچوں کو ایسی ورزشیں کرائی جائیں جن سے وہ حروف کو شکلوں کے مطابق اپنے عضلات کو حرکت دے سکیں مثلاً (الف) کے لیے وہ اپنے بازو سیدھے کر کے نیچے لائیں۔ (ب) کے لیے ہاتھ کو ہوا میں افقی حرکت دیں اور دائرے بنائیں۔

چھین میں بچوں کو ورزش کے ذریعے ایسی حرکات کی مشق کرائی جاتی ہے جو چھینی رسم الخط سے مطابقت رکھتی ہیں۔ اس قسم کی ورزش بچوں میں لکھنے کی آمادگی پیدا کرنے اور ان کی صلاحیتوں کو مزید اجاگر کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ یہ ورزش اردو کے استاد کلاس میں یا کلاس سے باہر خود کرائیں۔ ایسی اجتماعی ورزش میں بچے شوق سے شرکت کرتے ہیں۔

(ب) ابجد نویسی

بچوں کو انگلی، ٹخنوں یا چاک کے ذریعے سادہ خطوط کی مشق کرائیں کیونکہ اردو خط کی تشکیل زیادہ تر انہی

خطوط سے ہوتی ہے اردو خط کی تحریر اس طرح کی جاسکتی ہے۔

(i)	نقطے	
(ii)	عمودی خط	ام
(iii)	افقی خط	ب ت پ
(iv)	عمودی خط + افقی خط	ک گ
(v)	ترچھے خط	ذ زر ز
(vi)	دائرہ	ن ل ق ی
(vii)	دندانہ + دائرہ	س ش
(viii)	آکھ	ص ض ط ظ ڈ ڈھ
(ix)	دو چٹھی	ھ دھ کھ گھ
(x)	ہلالی دائرہ	ح ج ع غ

حروف لکھوانے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بچوں کو نقطے، خطوط، دائروں اور نیم دائروں کی مشق کے ذریعے پہچان کرائی جائے۔

- بچوں سے مندرجہ ذیل چیزوں کی اشکال کی نقطہ دار ڈرائینگ مکمل کرائی جائے۔ محنتی یا سلیٹ کا استعمال زیادہ مفید ہوگا۔ مناسب یہی ہوگا کہ استاد تختہ تحریر پر مختلف نوعیت کی شکلیں خود بنائے اور ان کی تکمیل بچوں سے کرائے۔
- کشتی، درخت، آری، آکھ، چاند، ہنڈیا، تپائی، گیند، روٹی، آم، دست پناہ (چٹا) چوہا اور غبارہ۔
- سادہ ڈرائینگ میں چند ادھوری تصویریں بنوائی جائیں جن کا کوئی حصہ کسی حرف کی بنیادی شکل سے مشابہ ہو مثلاً کشتی (ب، پ، ت وغیرہ کے لیے) چاند (ا، ل، ن، ج، ح کے لیے)۔
- ان ابتدائی مشقوں کے بعد بچے حروف کے سٹینسل سے حروف بنائیں اور ان میں رنگ بھریں۔
- گتے یا کاغذ سے حروف کاٹیں۔
- بچے گیلی مٹی سے حروف بنانے کی کوشش کریں۔

(ج) لفظ نویسی

لفظ نویسی کے لیے مندرجہ ذیل ترتیب ملحوظ رکھنا بہتر ہوگا۔

- (i) حروف کی پوری شکلوں والے لفظ: آپ، آج، آرمی، آ، اب، اردو، دارا۔
- (ii) مرکب + مفرد: باپ، رات، بار
- (iii) مفرد + مرکب: دیا، ابھی، اگر
- (iv) دو حرفی مرکب + دو حرفی مرکب: بابا، روشنی، موٹی
- (v) سہ حرفی مخلوط: مگر، خبر، کبھی، ہیں

(د) جملہ نویسی

جملہ نویسی بھی پورے حروف والے الفاظ پر مشتمل جملے پہلے لکھوائے جاتے ہیں مثلاً دارا آم دے دو۔ لکھنا سکھانے کے لیے یہ ترتیب آسان طریقے سے مشکل کی طرف اقدام پر مبنی ہے۔ لہذا یہ تعلیمی اصولوں کے عین مطابق ہے لیکن یہ ترتیب پڑھنا سکھانے کی اس ترتیب سے خاصی مختلف ہے جو اردو قاعدوں میں اختیار کی گئی ہے۔ اس طریقے سے پورا فائدہ اٹھانے کے لیے اساتذہ اس فرق کو اپنے ذہن میں رکھیں اور پہلی جماعت میں بچوں کو لکھنا سکھانے کے لیے اوپر کی مثالوں کو پیش نظر رکھ کر مشقیں خود مرتب کریں کیونکہ قاعدے کو سوچے سمجھے بغیر اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

(ر) نقل نویسی

حروف بنانا، الفاظ اور جملے لکھنے سے نقل نویسی کی ابتدائی مشق ہوتی ہے۔ اس کے بعد بچوں کو مفید اقوال و عبارات نقل کرنے کے لیے دیئے جائیں اور عبارات ایسی دی جائیں جو طلبہ نے پہلے سے پڑھ رکھی ہوں یا وہ بغیر کسی دشواری کے پڑھ اور سمجھ سکتے ہوں۔ طلبہ ان عبارات و اقوال کو دیکھ کر اپنی منتخب یا کاپی پر لکھیں۔ نقل نویسی سے ایک تو لکھنے کی مشق ہو جاتی ہے دوسرے بچے لکھے ہوئے لفظ کو بار بار دیکھتا ہے پھر اپنے ذہن میں رکھتا ہے۔ اس کے بعد وہ اسے تحریری شکل میں منتقل کرتا ہے۔ ان تین مرحلوں میں اکثر الفاظ کے جیسے یاد ہو جاتے ہیں۔ یہ مشق عبارت نہیں، جیسے یاد کرنے اور خوش خطی سب کے لیے مفید ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ نقل نویسی کی زیادہ مشق بچوں کے لئے نقصان دہ

بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس طرح بچے میں نقل اور تقلید کا رجحان زیادہ ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی سوچ کو کام میں نہیں لاتا جس سے بچوں میں بے توجہی سے لکھنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے اور اس سے ان کا خط بھی خراب ہو جاتا ہے۔ خوش خطی کے لئے سختی کا استعمال بہت ضروری ہے۔ پہلے استاد بچوں کو سختی پر پنسل سے ایک سطر میں حروف لکھ کر دے اور بچے ان کے اوپر قلم پھیریں۔ نیچے کی سطریں بچے خود لکھیں اور استاد کی لکھی ہوئی تحریر (اوپر کی سطر) کو سامنے رکھیں۔ خوش خطی کے لئے مخصوص کاپیاں بھی استعمال کی جاسکتی ہیں لیکن خوش خطی کی ایک لائن کے بعد زیادہ سے زیادہ دو لائنیں طلبہ کے لکھنے کے لیے ہونی چاہئیں۔ لائنیں اگر زیادہ ہوں گی تو طالب علم دو لائنوں تک خوش خطی کے نمونے کی نقل کرے گا اور اس کے بعد اپنے ہی خط کو نقل کرتا رہے گا جس سے اس کی تحریر میں خوبصورتی کا عنصر غائب ہونا شروع ہو جائے گا۔

2.6 بولنا

زبان کی تعلیم کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو زبان پر پوری قدرت حاصل ہو جائے الفاظ کا سمجھنا اور انہیں صحیح طریقے سے استعمال کرنا اس کے دو بڑے ذریعے ہیں جو مشق سے حاصل ہوتے ہیں۔ بچہ الفاظ کو بار بار سننے کے بعد سمجھتا ہے۔ اس لیے بچوں کو الفاظ کے بار بار سننے کا موقع فراہم کرنا چاہیے۔ ایسے الفاظ استعمال میں لائے جائیں جس کا مطلب بچے سمجھتے ہوں۔ ان الفاظ کا بچوں کے خیالات اور روزانہ زندگی سے لازمی تعلق ہونا چاہیے جس کے نتیجے میں بچوں کو خود ہی الفاظ استعمال کرنے کا موقع مل جائے گا۔

جن بچوں کو بولنا اچھا آتا ہے انہیں عام طور پر اچھا لکھنا بھی جلد آ جاتا ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ بچے بڑے ہو کر صحیح لکھنا سیکھ جائیں تو انہیں بچپن میں ہی صحیح بولنا سکھانا چاہیے۔ مدرس کو چاہیے کہ ان کے متعلق چھوٹے چھوٹے فقرے بنوائے جائیں۔ تصاویر کے متعلق گفتگو کی جائے۔ بچے کہانیاں سننا پسند کرتے ہیں اس لیے انہیں نئی نئی کہانیاں سنائی جائیں۔ حرکات و سکنات اور اشاروں کی مدد سے انہیں دلچسپ بنایا جائے۔ کہانی کے متعلق سوالات کیے جائیں پھر بچوں سے کہانی کا ڈرامہ کرایا جائے تاکہ وہ آزادی سے گفتگو کی مشق کر سکیں۔

جہاں مقامی بولی اور معیاری زبان میں فرق موجود ہو وہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلے مقامی زبان میں بچوں کو تعلیم دی جائے اور رفتہ رفتہ اسے معیاری زبان میں تبدیل کر دیا جائے یا شروع ہی سے بچوں کو معیاری زبان میں تعلیم دینی چاہیے۔ اس حل کے لیے کوئی خاص اصول وضع نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم تجربے کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ

بہتر ہے کہ بچے شروع میں تو مقامی زبان میں گفتگو کریں لیکن استاد معیاری زبان ہی استعمال کرے اور ایسے الفاظ استعمال میں لائے جنہیں بچے آسانی سے سمجھ سکیں اور پھر بچوں کو ان الفاظ سے اچھی طرح واقف کرانے کے لیے بار بار باران الفاظ کی مشق بھی کرائی جائے۔

2.6.1 تکلم (بولنے) کی تربیت

اردو کے بعض اساتذہ بچوں کو سماعت و تکلم کی تربیت دینے کے حق میں نہیں ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ بچہ پڑھنا لکھنا سیکھ جائے تو اسے بولنا خود بخود آ جاتا ہے اور اردو سننے کے مواقع بھی اسے ملتے رہتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ شروع میں بچے کے پاس ذخیرہ الفاظ بھی بہت کم ہوتا ہے اس لیے اسے بولنے میں مشکل پیش آتی ہے لیکن سماعت و تکلم کے خلاف یہ دلیلیں زیادہ ٹھوس نہیں۔

تجربے اور مشاہدے سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جن بچوں کو پہلے سے سننے اور بولنے کی اچھی طرح مشقیں کرائی گئی ہوں وہ پڑھنا اور لکھنا بہت جلد سیکھ سکتے ہیں کیونکہ وہ ایک لفظ کو سنتے ہیں اور پھر بولتے ہیں۔ اسی لفظ کو پڑھ کر خاص خوشی محسوس کرتے ہیں اور اس قسم کے الفاظ انہیں آسانی سے یاد بھی رہ جاتے ہیں۔ پڑھنا اور پھر لکھنا پیچیدہ ہی نہیں بلکہ ایک مشکل مہارت بھی ہے اسے سیکھنے میں اچھا خاصا وقت لگتا ہے اور محنت صرف ہوتی ہے۔ جب کہ ان دونوں میں مہارت مسلسل ریاضت کے بعد حاصل ہوتی ہے جس کے بعد بچہ بولنے اور سیکھنے میں جلد کامیاب ہو جاتا ہے اور کامیابی کا یہ احساس اس میں زبان سیکھنے کے شوق اور تجسس کو مزید تقویت بخشتا ہے۔

اس تربیت کے بارے میں یہ خیال بھی درست نہیں کہ بچوں کو اردو سننے بولنے کے مواقع ملتے رہتے ہیں لہذا انہیں مہارت کے حصول کے لیے ترغیب نہیں دینی چاہیے۔ جب کہ کلاس میں ایک خاص پروگرام کے تحت سننے اور بولنے کی مشق کراتا بچوں کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے ہاں بچوں کی اکثریت دوزبانوں میں گفتگو کرتی ہے۔ یعنی وہ دوزبانیں بولتے ہیں سکول میں وہ اردو پڑھتے ہیں اور گھر میں اپنی مادری زبان بولتے ہیں۔ ان حالات میں انہیں اردو سننے اور بولنے کے مواقع فراہم کرنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ ذخیرہ الفاظ کا مسئلہ بھی زیادہ وزن نہیں رکھتا اس مرحلے میں بچے سے اس کے ذخیرہ الفاظ کے مطابق ہی گفتگو کی جاتی ہے بلکہ بول چال ذخیرہ الفاظ میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ سننے اور بولنے پر توجہ دینا زیادہ ضروری نہیں بلکہ یہ عذر بھی معقول نہیں ہے اول تو ہر چیز کو امتحان کے نقطہ نظر سے دیکھنا درست نہیں ہے بلکہ کسی وجہ سے امتحان میں ان مہارتوں کو شامل نہیں کیا گیا

تو اب بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔

سننے بولنے کی مشق کرانا صرف زبان سکھانے ہی میں مفید نہیں بلکہ اس کے اور بھی کئی فائدے ہیں۔ زبانی کام کے لیے جو وقت رکھا گیا ہے وہ دراصل تیاری کا مرحلہ ہے۔ اس مرحلہ میں اس تربیت سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ بچہ اس طرح سکول کے ماحول سے مانوس ہو جائے گا۔ استاد اور اپنے ہم جماعتوں سے گفتگو کر کے اس کی جھجک دور ہو جائے گی اور وہ ایک لائق فائق طالب علم بن سکے گا۔ استاد بھی اپنے طالب علم کو اچھی طرح پہچان سکے گا۔ سننے اور بولنے کی مشقوں سے بچوں کے تلفظ اور لہجہ کی اصلاح آسانی سے کرائی جاسکتی ہے۔

2.6.2 تربیت تکلم کے لیے ضروری ہدایات

- (i) تکلم (بولنے) کی تربیت میں سننے اور بولنے دونوں کے اعضاء کا درست ہونا ضروری ہے۔ ان اعضاء میں نقص موروٹی بھی ہو سکتا ہے۔ کسی بیماری یا حادثے کے نتیجے میں بھی سننے اور بولنے میں نقص پیدا ہو سکتا ہے۔ ایک اچھا استاد سب سے پہلے اپنے شاگردوں کو سننے اور بولنے کے اعضاء کی طرف توجہ دے گا اور حسب ضرورت اصلاح کی کوشش کرے گا۔
- (ii) بولنے میں سب سے اہم چیز بچے کی جسمانی و نفسیاتی نشوونما ہے۔ اس نشوونما کے ساتھ ساتھ اس کی زبان کھلتی ہے۔ بولنے سے پہلے سوچنا بھی ضروری ہے۔ اس لئے استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ سے ان کی ذہنی نشوونما کے مطابق بات کرے۔ پہلی یا دوسری جماعت کے بچوں سے ان کے محلے کے مسائل پر اس لئے گفتگو نہیں کی جاسکتی کہ وہ ذہنی طور پر ان مسائل کے بارے میں سوچنے کے قابل نہیں ہوتے۔ لہذا ان کی ذات، گھر اور گھر کے افراد کے متعلق بات چیت کرنی چاہیے۔
- (iii) ذہن بچے، کم ذہن بچوں کے مقابلے میں بولنے میں بھی تیز ہوتے ہیں۔ استاد کو بچوں کے انفرادی اختلافات پر نظر رکھنی چاہیے۔ کم ذہن بچوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور انہیں بھی بولنے کے یکساں مواقع دیئے جائیں ورنہ وہ احساس کمتری کا شکار ہو جائیں گے۔
- (iv) بولنے میں سب سے موثر چیز مشق ہے۔ جن بچوں کو بولنے کے مواقع ملتے رہتے ہیں وہ اچھی اور سحر انگیز گفتگو کرتے ہیں۔ اس لئے استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو بولنے کی دعوت دے کر ان سے ان کے تجربات کی روشنی میں گفتگو کرے۔

(v) اس تربیت کے لئے سازگار ماحول اشد ضروری ہے۔ بعض بچے جماعت میں طلبہ کی اکثریت اور اساتذہ کے رعب کی وجہ سے گفتگو کرتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ استاد اگر طلبہ کی ان کمزوریوں کی طرف توجہ نہ دے گا تو یہ ان کی عادت بن جاتی ہے۔ اس لئے استاد کا یہ اہم ترین فرض ہے کہ وہ ایسے بچوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور کرے اور ان سے بے تکلفی اور محبت سے پیش آئے۔ ان کی زیادہ سے زیادہ حوصلہ افزائی کرے تاکہ ایسے بچے کلاس میں اجنبیت محسوس نہ کریں اور کسی بھی احساس کمتری کا شکار ہوئے بغیر دوسرے طلبہ کی طرح توجہ اور انہماک کے ساتھ استاد کی گفتگو سن سکیں۔

(vi) ایسی تربیت سے استاد کو بچوں کا تلفظ درست کرنے اور لب و لہجہ ٹھیک کرنے کا موقع ملتا ہے۔ لہذا استاد کو اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اسے اپنا لب و لہجہ اور تلفظ بھی ٹھیک کرنا چاہئے۔ اس کے لیے اسے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے محتاط اور صحیح تلفظ بولنے والوں کو بار بار سن کر اپنا لہجہ اور تلفظ درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(vii) تکلم کی تربیت بھی ایک مسلسل عمل ہے۔ جو تعلیم کے ہر مرحلے میں جاری رہتی ہے۔ پرائمری جماعتوں میں زبان سیکھنے کے سلسلے میں سماعت اور تکلم کی تربیت بنیادی اور خصوصی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ یہ دور عادت سازی اور عادت میں پختگی پیدا کرنے کا بہترین دور ہے۔

3۔ تدریس اردو کے عمومی مقاصد

درس و تدریس اردو کے لیے کامیاب لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی غرض و غایت یا مقاصد معلوم کئے جائیں اور ان مقاصد کے حصول کے لیے مناسب اقدامات کئے جائیں یعنی موزوں نصاب کا تعین کیا جائے۔ مناسب طریق تعلیم اختیار کیا جائے اور ایسی تدابیر عمل میں لائی جائیں جو دلچسپی اور سہولت کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچانے کا سبب بنیں۔ مقاصد اگر معلوم نہ ہوں اور مدعا یا غرض و غایت متعین نہ ہو تو ظاہر ہے کہ نصاب اور طریق تعلیم دونوں چیزیں بری طرح متاثر ہوں گی جس کے نتیجے میں تعلیم و تعلم کی ساری کوششیں بھی ناقص اور بے سود ٹھہریں گی۔

اردو زبان کی تدریس کے مقاصد کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) عام (ب) خاص

عام مقاصد سے مراد وہ کلی مقاصد ہیں جو بحیثیت مجموعی تدریس اردو کے تمام شعبوں میں یکساں دخل رکھتے ہیں جب کہ خاص مقاصد جزوی مقاصد ہیں جو تدریس زبان اردو کی جزئیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں اتنی وسعت نہیں ہوتی کہ ان کا اطلاق تمام جزئیات پر یکساں قسم کا ہو سکے۔ یہ جزوی مقاصد جزئیات کی نوعیت کے اختلافات کے مطابق ہر نوع کے لیے مختلف ہوتے ہیں۔ جزئیات کی نوعیت کے علاوہ معاشی ضرورتوں اور تدریسی منزلوں کا لحاظ ان مقاصد کو اور بھی زیادہ متعین اور محدود کر دیتا ہے۔ لیکن ہر نوع اور منزل کے مقاصد کو دوسری نوع اور منزل کے مقاصد سے ربط ضرور ہوتا ہے۔

تدریس اردو کے عام مقاصد کی پانچ صورتیں ہیں۔ معاشرتی، سیاسی، ثقافتی، معاشی اور علمی

3.1 معاشرتی مقاصد

سب سے اہم اور بنیادی مقاصد یہ ہیں کہ اردو زبان میں حسب ضرورت اپنے مافی الضمیر کو تقریر یا تحریر کی صورت میں بیان کرنے کی صلاحیت پیدا ہو اور اردو زبان میں دوسروں کی تقریر و تحریر کو سمجھنے کی قابلیت حاصل ہو۔ یعنی انسان خود بھی کچھ کہہ سکے اور دوسروں کا کہا بھی سمجھ سکے۔ اپنے مافی الضمیر کو تقریر یا تحریر کی صورت میں بیان کرنے کی صلاحیت جب ہی پیدا ہوگی کہ اردو میں بولنا اور لکھنا آجائے جب کہ دوسروں کی تقریر و تقریر کو سمجھنے کی قابلیت تب حاصل

ہوگی جب اردو پڑھنا اور سمجھنا آ جائے۔ یہ مقاصد معاشرتی مقاصد کہلاتے ہیں کیونکہ یہ مقاصد معاشرتی، باہمی اختلاف اور میل جول سے متعلق ہیں۔ بولنا اور لکھنا بھی معاشرتی ضرورتیں ہیں، پڑھنا اور سمجھنا بھی معاشرتی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان مقاصد کو افادی یا لسانی مقاصد بھی کہا جاتا ہے۔ بحیثیت زبان، زبان کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض بھی ہوتی ہے کہ اس زبان میں بولنا، لکھنا، پڑھنا اور سمجھنا آ جائے۔ اسی لیے تحصیل زبان کے ان چار پہلوؤں کی تربیت کو لسانی مقاصد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان لسانی، افادی یا معاشرتی مقاصد کی خاطر ایک سمجھدار اور ہوشیار مدرس ایسا طریق تعلیم اختیار کرتا ہے کہ چاروں پہلوؤں میں مہارت حاصل ہو جائے۔ وہ ہر پہلو کی جزئیات معلوم کرتا اور ہر ایک جز کی تکمیل کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ مثلاً بولنا سکھانے کی خاطر ذخیرہ الفاظ، محاورات، تلفظ، لہجہ، روانی، قوت اظہار، صحت بیان اور دیگر جزئیات کی طرف اس کی توجہ لازمی طور پر ہوتی ہے۔ لکھنا سکھانے کی خاطر جیسے خط، تلفظ و انشاء وغیرہ پیش نظر ہوتے ہیں۔ پڑھنا سکھانے میں تلفظ، ذخیرہ الفاظ اور معانی وغیرہ ملحوظ ہوتے ہیں۔ مدرس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ تمام پہلوؤں کے اجزا باہم مربوط رہیں۔ متفرق اور منتشر نہ ہوں۔

3.2 سیاسی مقاصد

سیاسی مقاصد یہ ہیں کہ ملکی زبان کی تحصیل سے قومی امتیاز کا حربہ ہاتھ آئے، آزادی قائم رہے اور ملک کے درونی باشندے باہم متحد و متفق ہوں۔ آپس میں ربط و ربط بڑھانے اور اتحاد قائم رکھنے کا سامان ہو۔ ملکی یا قومی زبان، ملک یا قوم کے لیے طرہ امتیاز ہوتی ہے اسی سے ملک کی آزادی اور زندگی قائم ہوتی ہے اور اسی سے ملک و قوم کی ترقی کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اردو پاکستان کی قومی زبان کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس ملک کے ہر باشندے کے لیے اس کی تحصیل اور اس کے فروغ کے لیے ہر ممکن کوشش قومی آزادی اور زندگی کی خاطر بہت ضروری ہے۔ قومی افراد اپنی زبان سے خاص قسم کے جذباتی اثرات حاصل کرتے ہیں جو ان میں خود اعتمادی، ترقی، جوش حریت اور خودداری کے جذبات بیدار رکھتے ہیں۔

3.3 ثقافتی مقاصد

زبان کا مطالعہ دراصل اس کے ادب کا مطالعہ ہوتا ہے۔ ادب کے مطالعے میں مختلف قسم کی ذہنی قوی کی تربیت ہوتی ہے مطالعہ ادب میں پڑھنا، سمجھنا، سوچنا اور یاد رکھنا پڑتا ہے۔ زیر مطالعہ چیز سے نتیجہ اخذ کرنے یا اثر لینے

کے بعد کچھ رد عمل ظاہر کرنا پڑتا ہے اور اس رد عمل میں محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔ اس قسم کے طرز کار میں قوت ادراک و فہم جلا پاتی ہے، قوت فکر، قوت حافظہ اور قوت فیصلہ کی بہتر تربیت ہوتی ہے۔ اچھے برے میں تمیز کرنے کی قوت فروغ پاتی ہے جس کا نتیجہ ذوق سلیم اور تہذیب و اخلاق کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ چنانچہ اردو زبان پڑھانے کے مقاصد یہ بھی ہیں کہ ادراک، فہم، فکر، حافظہ، فیصلہ، تخیل، نیم و بد میں تمیز اور مثبت تعمیری قوتوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ تہذیب و اخلاق اور ذوق سلیم پیدا کرنے کا سامان بھی ہو۔ ان مقاصد کا تعلق ثقافت سے ہے۔ اس لیے یہ ثقافتی مقاصد کہلاتے ہیں۔ ان مقاصد کے پیش نظر معلم کو ذہنی قوت کی تربیت کے لیے مناسب اقدامات کرنے پڑتے ہیں اور ایسی تدابیر استعمال کرنی پڑتی ہیں کہ طلبہ میں صحیح تہذیب و اخلاق اور عمدہ ذوق پیدا ہو جائے۔

اردو ادب میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں ہمارے ماضی کی زرین ادبی و ثقافتی داستان مرقوم و محفوظ ہے۔ اس ادبی و ثقافتی داستان کے علم کی خاطر اردو پڑھنا اہم ثقافتی مقصد ہے اور معلم کو اس نظریے کے تحت بڑی محنت سے کام لینا پڑتا ہے۔

3.4 معاشی مقاصد

معاشرتی، سیاسی اور ثقافتی مقاصد اپنی اپنی جگہ بڑے اہم ہیں لیکن بعض کے نزدیک معاشی و اقتصادی سوال زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ وہ اردو زبان کو معاشرتی، سیاسی یا ثقافتی مقاصد کی خاطر نہیں دیکھتے بلکہ اس لیے دیکھتے ہیں کہ کسی طرح گزارا ہو سکے۔ اس کے ذریعے وہ کچھ کما کر پیٹ پال سکیں۔ پاکستان کی ملکی زبان ہونے کی حیثیت سے یہاں کی عدالتوں، دفاتروں، مختلف پیشوں، کاموں اور تجارتوں میں اردو ہی زیادہ مروج ہے۔ عدالتی یا دفتری ملازمت کے لیے جو افراد آمادہ و تیار ہوتے ہیں ان کے لیے اردو زبان میں مہارت حاصل کرنا ناگزیر ہے اور جنہیں ملک کے اندر مختلف پیشوں، کاموں اور تجارتوں میں مصروف عمل ہونا ہے ان کے لیے مراسلات نگاری، باہم میل جول اور معاشی ذریعہ کے استحکام کے لیے جدید ترین معلومات سے باخبر رہنے کی خاطر زبان سیکھنی ضروری ہے۔ اخبارات و رسائل روزمرہ زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس ترقی یافتہ دور میں اخبارات و جرائد کے مطالعے سے بے نیاز رہنا مضر ہے چونکہ ملک میں اخبار و رسائل زیادہ تر ملکی زبان اردو ہی میں ہوتے ہیں اس لیے ہر اس فرد پر جو روزمرہ زندگی کے کسی پہلو میں مصروف اجتہاد رہتا ہے، اردو زبان کی تعلیم بے حد ضروری ہے۔

3.5 علمی مقاصد

اردو زبان سیکھنے کا ایک اور اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے علم کی تحصیل ہوتی ہے۔ معلم میں اس بات کی قابلیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ صحت تصورات کے ساتھ اپنی تخلیقی لیاقت کا عالمانہ اظہار کر سکے۔ علوم و فنون کی بیشتر کتابیں اسی زبان میں ہمارے ملک میں موجود ہیں اور درس گاہوں میں مختلف علوم و فنون کا ذریعہ تعلیم بھی یہی زبان ہے۔ جہاں کہیں یہ ذریعہ تعلیم ابھی تک نہیں پہنچا ہے وہاں عنقریب اس زبان میں تعلیم رائج ہو جائے گی۔ چنانچہ ان افراد کے لیے جنہیں کسی علم و فن کی تحصیل کرنی ہے، کسی درس گاہ میں تعلیم حاصل کرنی ہے، بذریعہ مطالعہ اپنی معلومات میں اضافہ کرنا ہے یا اپنے انداز تحریر اور اسلوب بیان کو موثر اور دقیق بنانا ہے۔ اردو زبان کا سیکھنا نہایت ضروری ہے۔ ان مقاصد کے پیش نظر معلم میں شوق علم، آزاد مطالعہ کی قابلیت، قوت فکر و تخلیق کی نشوونما، صحت تصورات اور تقریر و انشاء کی عمدگی کے لیے مدرس کو خاص اہتمام کرنا پڑتا ہے۔

مقاصد کے تعین سے معلم کے لیے راہ عمل متعین ہو جاتی ہے اور وہ ان مقاصد کے حصول کے لیے مناسب تدابیر اختیار کرتا ہے۔ ورنہ مقاصد کے تعین کے بغیر یا ان کا لحاظ کیے بغیر معلم کوئی واضح اور درست راہ عمل اختیار نہیں کر سکتا۔

3.6 اہم نکات

- 1- زبان سکھانے کا اہم مقصد یہ ہے کہ طلبہ سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے میں مہارت حاصل کر سکیں اور اپنی روزمرہ زندگی میں ان بنیادی مہارتوں سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔
- 2- پڑھنا سیکھ کر بچہ علم کے میدان میں پہلا قدم رکھتا ہے۔ اس میں مہارت حاصل کیے بغیر علم کا حصول ممکن نہیں چنانچہ تدریس زبان میں پڑھنے اور لکھنے کا مقام تعلیم میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔
- 3- تدریس اردو میں لکھنے کی اہمیت کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ وہ مرحلہ ہے جس کے بغیر دیگر لوازمات پورے نہیں کیے جاسکتے۔ چنانچہ لکھنا سکھانے کا مقصد یہ ہے کہ معلم مناسب رفتار سے اس طرح لکھنے کے قابل ہو جائے کہ اس کا لکھا ہوا پڑھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔
- 4- زبان کی تعلیم کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ بچے کو زبان پر پوری قدرت حاصل ہو جائے اور وہ اس

- قابل ہو جائے کہ اپنی گفتگو کے ذریعے موثر انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکے۔
- 5- تدریس اردو کے عام مقاصد کی پانچ صورتیں ہیں۔ معاشرتی، سیاسی، ثقافتی، معاشی اور علمی۔ ان مقاصد کے پیش نظر طلبہ کو معاشرے کا ایک کامیاب ترین فرد بنایا جاسکتا ہے۔

خود آزمائی

- سوال 1- درج ذیل بیانات میں سے صحیح یا غلط کی نشاندہی کریں۔
- (i) پرائمری سطح پر اردو کی تعلیم و تدریس کا مقصد بچوں کی صرف بولنے کی صلاحیت کو اجاگر کرنا ہے۔ غلط/صحیح
- (ii) ابتدائی سطح پر بچوں میں الفاظ کے صحیح استعمال کی صلاحیت اجاگر کی جاتی ہے۔ غلط/صحیح
- (iii) بچے کو اگر سننے اور بولنے کی تربیت پہلے دی جائے تو وہ پڑھنا بھی جلدی اور آسانی سے سیکھ جاتا ہے۔ غلط/صحیح
- (iv) ابتدائی سطح پر بچوں کو لغت کا استعمال سکھانا ضروری نہیں ہے۔ غلط/صحیح
- (v) بچوں کو ایسی درزشیں کرائی جائیں جس سے وہ حروف کی شکلوں کے مطابق اپنے عضلات کو حرکت دے سکیں۔ غلط/صحیح
- (vi) بولنے کے لیے سننے کی مشق کرنا ضروری ہے۔ غلط/صحیح
- (vii) ابتدائی دور عادت سازی اور عادت میں پختگی پیدا کرنے کا دور ہے۔ غلط/صحیح
- (viii) عمومی مقاصد بحیثیت مجموعی تدریس اردو کے تمام شعبوں میں یکساں دخل رکھتے ہیں۔ غلط/صحیح
- سوال 2- ابتدائی سطح پر تدریس اردو کے مقاصد کی وضاحت کریں۔
- سوال 3- ابتدائی سطح پر طلبہ کے لیے بولنے کی تربیت کیوں ضروری ہے؟ چند سرگرمیاں تجویز کیجئے۔
- سوال 4- اوصاف خوش خوانی پر نوٹ تحریر کریں۔
- سوال 5- لکھنے کے مراحل پر تفصیل سے نوٹ لکھیں۔
- سوال 6- تدریس اردو کے عمومی مقاصد بیان کریں۔

4۔ جوابات

- (i) غلط (ii) صحیح (iii) صحیح (iv) غلط (v) صحیح
(vi) غلط (vii) صحیح (viii) صحیح

5۔ کتابیات

- 1۔ ڈاکٹر ابوالیث صدیقی، جامع القواعد لاہور 1971ء
- 2۔ حافظ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو لاہور ت۔ ن
- 3۔ حافظ محمود شیرانی، مقالات شیرانی لاہور 1964ء
- 4۔ ڈاکٹر سلیم اختر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ لاہور 1980ء
- 5۔ سید عبداللہ، مباحث لاہور 1965ء
- 6۔ ڈاکٹر شوکت بھڑواری، اردو لسانیات، کراچی 1966ء
- 7۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق، مقالہ اردو مشمولہ دائرہ المعارف اسلامی پنجاب یونیورسٹی لاہور
- 8۔ ڈاکٹر وحید قریشی، اردو ادب مشمولہ پاکستانی ادب، مرتبہ ڈاکٹر شہزاد حسن لاہور 1981ء